نمبر سوم | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء یوم یکشنبہ | جلد دوم

پاک شاعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرحبا سید مہدی مسیح موعود — تیرے آنے سے کھلا ہم پہ یوم الموعود
تو وہ شاہد ہے کہ دی تجھ کو شہادت حق نے — تیری تحریر سے ہوا ظاہر حق کا مقصود
تو نے ثابت کیا اس کو جسے سمجھا آیا — ذات سے تیری ہوا علم سلوکی موجود
تو وہ مومن ہے کہ ایمان اتارا جس نے — جبکہ عالم میں نہ تھا باقی ہدایت کا شہود
تجھ سے اس قادر مطلق کی ہوئی حمد و ثنا — شرک فتنہ ہوئی دجال کی فتنہ نابود
حی قیوم خدا تو نے دکھایا آکر — تو نے سمجھائی عیسیٰ کی حیات محدود
دور کی تو نے براہین سے ضلالت ساری — شرک کی راہیں ہوئیں تجھ سے بہت سی مسدود
دین حق کا ہوا سوقت تجھی سے اظہار — جلوہ قرآن کا دکھایا ہوا باطل مردود
ذلیل ہو گئے وہ جنہوں نے کہ ستایا تجھ کو — نار بھڑکا کے بنے وہ تو مثل اصحاب الاخدود
چڑ گئے تجھ سے ہیں کیا اس پہ کہ کذب تیرا — کیونکہ ہیں لا ندہ ہم ایمان بتجدید معبود
تیری عظمت کو خدا نے ہی بڑھایا نادان — تجھ کو کیا غم کہ تیرا یار ہے محبوب ودود
تیری تائید و حمایت میں ہے اللہ تیرا — تو تو آدم ہے ملائک تیرے آگے مسجود
کر دعا بندے کے حق میں کہ تیرا کام ہے یہ — راہ دکھا ان کو وہ حق جو ہے تیرا مقصود
کیا فلاح پائیں گے جو تجھ کو نہ پہچانیں گے — ان لئیموں میں ہی تجھکو مسیحا بھیجو
ہم نے پایا ہے تیرا وقت ہمارے عیسیٰ — ہم کو بخشا ہے خدا نے تو مسیح موعود
تیرے منکر نہیں پائیں گے خدا سے نصرت — کوششیں انکی نہیں ثابت ہوں گی سب ہی بے سود

یہ ملی ہم کو سعادت کہ تجھے پہچانا
کر دعا حق سے کہ انجام ہو اپنا محمود

امام الزمان کے کلمات طیبات

میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود مصائب پر مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور تکبر و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نہ معلوم کب تک اس بے فکری میں بسر کریں گے۔ تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالے سے مصالحت نہیں کرتے۔ یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی۔ میں نے دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اسی طرح آباد تھے۔ اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتویٰ مکہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں۔ مگر اس وقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالی ہی فضل کرے۔

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اسکی فکر کرتا ہے۔ اور دور اندیش وہ ہے۔ جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے۔ کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا بلکہ

بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ سو ہر ایک کو یہی لازم ہے۔ کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اُسے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔ [illegible] پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ کیونکہ ان کو تو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعوے کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے۔ اور انکو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے۔ وہ انکی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے۔

انسان بہت سی آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اُسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے۔

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالی کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔ اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

(گر قبول افتد زہے عز و شرف)

ہم آج ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے منظور ہونے کی اپنی برگزیدہ جماعت سے خصوصاً امید ہونی چاہئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت جس قدر مسلمانوں کو ہے اُسکے محسوس کرنے کے لئے ابھی عام دلوں میں قوت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ہم مایوس نہیں ہوتے کیونکہ یہ پودہ اس باغبان نے لگایا ہے جو بحرام کہ

وقت ز نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

کا مصداق و مخاطب ہے۔ یہ سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور عام دل اسکی ضرورت محسوس کرنے لگ پڑیں گے۔ اور اسکی آبیاری اور سرسبزی میں ہمہ تن کوشاں ہوں گے۔ مگر ابھی ابتدائی حالت میں جن لوگوں کو اسکی سرسبزی کا خیال پیدا ہوا ہے۔ وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ السابقون الاولون کے مصداق ہونے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اون لوگوں ہی کو مخاطب کر کے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ جو اسکی ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اثر پذیر ہو سکتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی نے مکان مدرسہ کی تعمیر کا انتظام کر لیا ہے۔ گو ہمارے نزدیک ابھی یہ قبل از وقت ہے۔ لیکن جب کارکن کمیٹی نے اسکی ضرورت کو سمجھا ہے۔ تو ہمکو مخالفت ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم بھی اُنکے ہم زبان ہو کر اسکی تکمیل میں ساعی ہوں + بناء علیہ ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مکان مدرسہ کیلئے یوں تو خاص چندہ کی ضرورت ہے کیونکہ جس حال میں فنڈ مدرسہ صرف ماہواری چندہ ہی ہے اور ابتدائی اخراجات کی کثرت اور آمدنی کی دوسری سبیل نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی مشکلات بظاہر نظر آتی ہیں تعمیر مکان ایک بڑی بھاری مشکل ہے مگر اُسکو آسان کرنے کے لئے ایک تجویز ہماری سمجھ میں آئی ہے جسکو ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جسقدر لوگ قربانی کرتے ہیں ہر ایک شہر میں قربانی کی کھالیں اپنے طور پر جمع کریں اور اُنکی فروخت سے جسقدر روپیہ جمع ہو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد میں بھیجا جاوے یہ ایک سہل ترین کام ہے جسکے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بڑی خوشی سے اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ہم اپنی اس تجویز پر عملی کارروائی ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور ایسے تمام مخلص کے نام الحکم کے ذریعہ شایع کئے جائیں گے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تحریک ہو۔

قدامت قربانی از کتب آسمانی اس نام کا ایک ۴۸ صفحہ کا رسالہ نور علی نور لودہانہ کے ایڈیٹر ہمارے مکرم شیخ الہ دین صاحب واعظ اسلام کی تصنیف سے بغرض ریویو ہمارے پاس پہنچا۔ ہم افسوس کرتے کہ ریویو نگاری کے اہم فرض سے ایک ہفتہ وار اخبار میں سبکدوش نہیں ہو سکتے ریویو نویسی عام اخبارات میں ایک معمولی بات سمجھی گئی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اخبار نویس ریویو کی فلاسفی نہیں سمجھتے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ اگر وہ ریویو کی فلسفی جانتے ہیں اور پھر عملی طور پر اوس سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ اونکی کمزوری ہے اور ایسا کیا جاتا ہے ریویو کی غرض مصنف کے نقائص اور کمیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو نہیں ہوتا اس لئے ہم عام چال تو چلنا نہیں چاہتے اور ریویو کی سرخی جما کر فضول باتیں جنکا ریویو سے تعلق نہیں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ گوشت خوری کے مسئلہ پر بڑی بھاری روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی پر بڑے اعتراض کرنے والوں آریوں کو لاجواب کیا ہے عقلی اور نقلی دلایل سے قربانی کا جواز ثابت کر کے دکھلایا ہے۔ رسالہ مذکور ہمنے بالاستیعاب پڑھا ہے لکھائی چھپائی جلد بر ترتیب اچھے ہیں جس مضمون کو لیا ہے عمدہ طور پر نبھایا ہے ہماری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان واعظ یا دینی مذاق رکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ جو صاحب چاہیں [illegible] بھیجکر شیخ الہ دین واعظ اسلام و ایڈیٹر نور علی نور لودہانہ سے طلب فرماویں

ایک فتنہ انگیز کتاب

پچھلے سال جب لٹریچر پنجاب پر باقاعدہ سالانہ رپورٹ مرتب ہوئی تھی اوسوقت ان علماء بل الذکر فتنہ انگیز کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو بعض آریہ مکذبوں نے تکذیب کے خیال سے لکھی تھیں اون کتابوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا گیا تھا لاریب ایسی کتابوں کی اشاعت اور اجرا ملک کی ایک یا دوسری (مذہبی) جماعت میں نفرت پیدا کر کے امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب ہوتا ہے اور **امن عامہ** کے قیام ہی کی ضرورت کو محسوس کر کے ہمارے **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جو اپنی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو شیر مادر کے ساتھ پی چکا ہے) دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی توسیع کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑی اور اس امر کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی مخالف مذہب خواہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو یا برہمو کبھی دوسرے مذہب پر اعتدال کی حد سے گذر کر حملہ اور اعتراض نہ کرے۔ اور انکی مسلمہ کتب سے باہر جانا دل آزاری اور خلل امن عامہ کا ارتکاب سمجھا جائیگا۔ مگر بعض چلتی گاڑی میں روڑہ [illegible] اٹکا دینے والونکی طفیل **امام** صاحب کو اپنے اس ارادہ کے التوا کی ضرورت پڑی مگر بالہام **خدا کے مرد** کی باتیں فضول نہیں ہوتیں قانون بدخواہی سرکار نے اُنکا مطلب کسی حد تک پورا کر دیا۔ بہرحال ایسے لٹریچر کی انسداد کی اشد ضرورت اور سخت ضرورت ہے جو ملک کے اخلاق اور امن کے خرمن پر شرارہ کا کام کرتا ہے چنانچہ ان دنوں ایک کتاب **امہات المومنین** یا دو برباد مصطفائی کے اسرار کسی پادری نے چھاپ کر ایک ہزار جلدیں اوسکی بلا درخواست مسلمانوں کے پاس بھیجکر اونکو آزار دیا اور اُنکے دلوں کو صدمہ پہنچایا ہے گو کہنے کو یہ بات ہے کہ کتاب مذکور **شیخ محمد حسین بٹالوی** کی ایک ہزار روپیہ کے انعام کی تحدی کے جواب میں شائع ہوئی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ شیخ صاحب نے اُسکو اکسایا مگر ہم اتنا تو انصاف سے کہیں گے کہ شیخ بٹالوی نے گالیاں دینے کو نہیں کہا تھا۔ اور اگر اوس تحدی کے جواب میں ہی انعام موعودہ کا مطالبہ کیا ہوتا۔ گو شیخ بٹالوی نے ان گندی اور ناپاک گالیوں سے جو اسکی بدولت **مقدس اور مطہر** ذات انسان کامل کو دی گئی ہیں اپنے آپ کو ایک حد تک مسلمانوں اور خدا کے سامنے جوابدہ بنا لیا ہے۔ لیکن یہ صاف اور صریح طور پر دل آزاری ہے کہ ایک ہزار جلد ایسی گندی کتاب کی مفت اون مسلمانوں کے پاس بھیجی جاوے جنہوں نے کوئی درخواست کتاب مذکور کے لئے نہیں کی۔ اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کریں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو جسنے اُنکے زیر سایہ کروڑ ہا اہل اسلام کے دلوں کو مذہبی صدمہ پہنچایا ہے حکماً روک دیں۔ جیسا کہ پادری ای ولیم صاحب ریواڑی کی کتاب "تاریخ محمد کا اجمال" روک دی گئی تھی۔ یہی تو اس مبارک گورنمنٹ کی خوبی اور برکت ہے کہ گورے کالے اور مذہب غیر مذہب کا کوئی لحاظ نہیں ہے ہمکو امید کرنی چاہئے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اپنی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول فرمائیگی اور مسلمانوں کے شکستہ دل پہ اپنی انصاف پروری اور تالیف قلوب کا پھاہا رکھ کر اون کو تسلی دیگی۔ بالآخر ہم بجائے خود **امام الوقت** سیدنا میرزا صاحب کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ وہ اہل اسلام کی ایک **معزز جماعت** کے روحانی پیشوا ہیں وہ اپنے اس ارادہ توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچائیں جسکے لئے ہم کو امید کرنی چاہئے کہ گورنمنٹ ضرور توجہ کریگی۔ کیونکہ اون کی آواز **محمڈن کمیونٹی** کی آواز ہے +
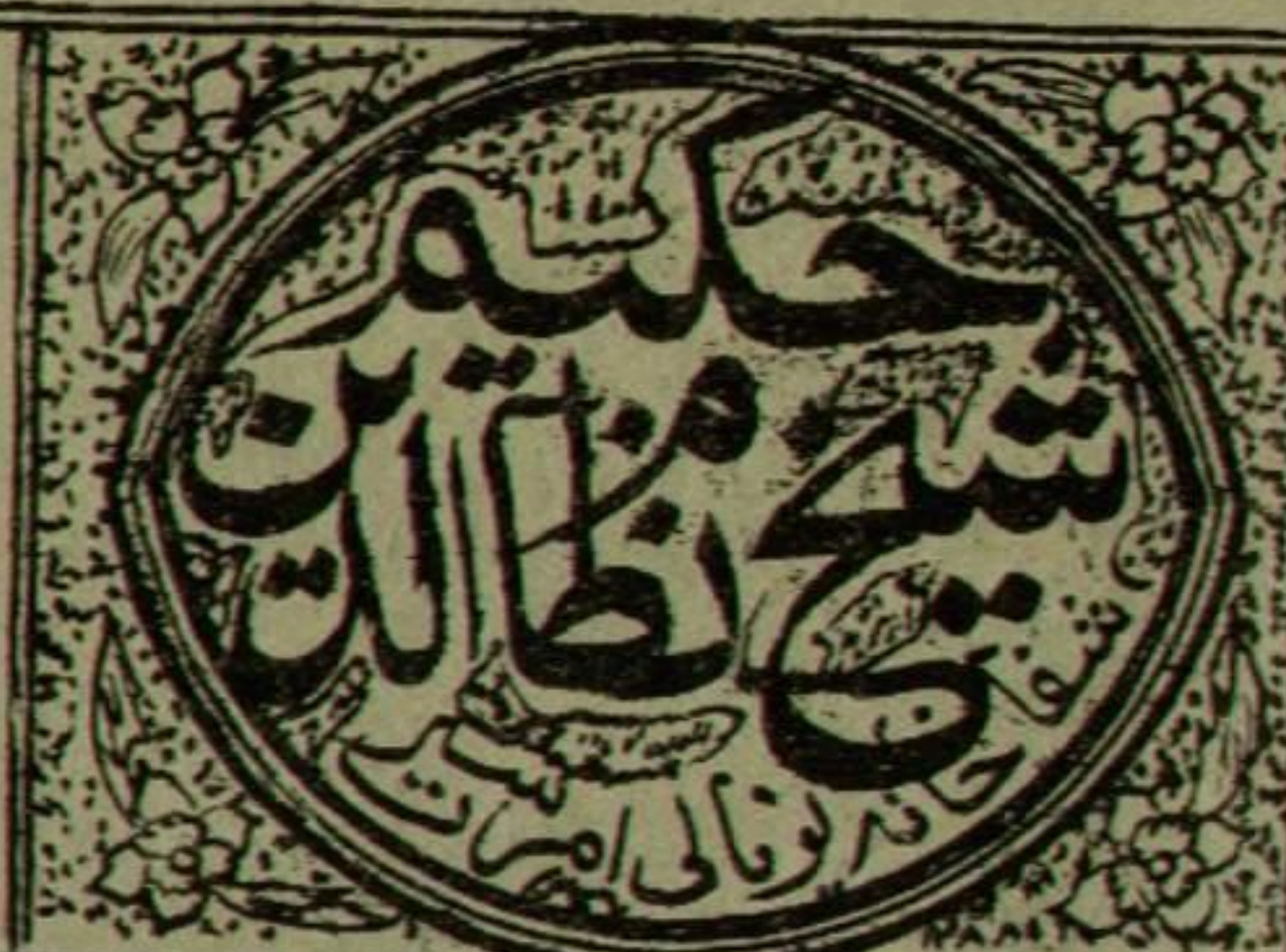
اس خادم الاطباء کو ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آرہے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کردیا۔ مگر ۔ سے خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر ۱ اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ دے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) سرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ امید خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس ہیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ حرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مع ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو۔	۵ع	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	ٹل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق سوزاندام	صہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	۵ع	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عا	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۵ع
۷	تپ دق	۵ع	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیپھ	عہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	عا	۳۵	ضعف ہضم	صہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	عا	۳۶	سرسام	۵ع

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین سے روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ میں عنٰہ روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئیے (المشتہر)۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب)

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً ککرے کہتے ہیں جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر و اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے۔ مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ سی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک لڑکی پر علاج کیا مسماۃ اتم دیوی عمر ۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑ رہے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھیں سالوں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو ایسی اکسیر بلکہ حیات چشم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بینک میں ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پرنٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا۔

خط و کتابت

ذیل میں ہم مخدومی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی عبداللہ مدرس مالیر کوٹلہ کو اس خط کے جواب میں لکھا جو اونہوں ۶ فروری ۱۹۰۶ء میں ہمارے مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے نام اونکی دوران قیام دارالامان قادیان میں لکھا تھا۔ اول ہم اس خط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو نواب صاحب کے نام لکھا اور پھر مولانا صاحب امروہی کا جواب درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

وہو ہذا

جس طریق سے آپ مرزا کو مان رہے ہیں اس طریق سے تو میں کسی پیغمبر کو بھی نہیں مان سکتا۔ .... اور نہ کوئی مرزائی ایسا بڑا بحاث معلوم ہوتا ہے کہ جسکا دباؤ علماء پر پڑے علماء عدم فرصتی اور ان امور کے قابل توجہ نہ ہونیکے سبب اُن سے جھگڑا میں پڑنا نہیں چاہتے۔ .... اگر حیات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں تو مثیل مسیح کا بھی نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو اسکو بھی نہ مانو۔ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری مسئلہ نہیں بہت ہلکا ہے۔ جسکے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن مہذبانہ تقریر ہو اور شرائط مقرر ہو جائیں اور ہم ہار جائیں تو مرزائی ہو جائیں اور مرزائی ہار جائیں تو تمہیں مرزا کو چھوڑنا پڑیگا خواہ تحریری سوال جواب کر لو خواہ مناظرہ یہ تمہیں اختیار ہے .... آخر میں واضح ہو کہ اگر مقابلہ ہوا تو ہم فتحیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی اگرچہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں والسلام۔

سید مولوی محمد احسن صاحب
کا
پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

([illegible] مولوی [illegible] صاحب کی عنایت سے [illegible])

رہے۔ السلام علیکم محمد احسن آپ کا قدیم دوست نہایت درجہ کا مشتاق عرض کرتا ہے ؎

اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من دل من داند و من دانم و داند دل من

اس مشتاق نے اپنی قدامت کا استحقاق اسواسطے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ تخمیناً چار سال گزرے ہونگے۔ جو یہہ مشتاق بابو محمد صاحب کے مکان پر اس غرض سے فروکش ہوا تھا۔ کہ جن صاحب کے خصوصاً آپ کو اگر حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں کچھ شک و شبہ ہو۔ تو وہ اُس کو صاف فرمالیویں۔ مگر جب آپنے محض سکوت فرمایا۔ تو خود یہ مشتاق ہی شکوک و شبہات مخالفین کی طرف سے بیان کر کر اون کے جواب ہائے شافی دیتا رہا۔ تاہم آپنے سکوت محض اختیار کیا۔ اور نیز مدت ہوئی کہ آپ حضرت نواب صاحب بہادر کے ہمراہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اوسوقت یہہ مشتاق بھی اس جگہ پر حاضر تھا۔ اور دیگر علماء و فضلاء مخلصین حضرت اقدس بھی یہاں پر حاضر تھے مع ہذا التحریکات مسائل متنازعہ فیہا میں کسی قسم کی تحریک آپ کو پیدا نہ ہوئی۔ غرضکہ یہ مشتاق آپکا قدیم دوست ہے۔ اور یہ دو وجہیں اپنی قدامت کی بطور روشناس کے پیش کی گئیں ہیں۔ آگے رہا نہایت درجہ کا مشتاق ہونا اوس کے وجوہ ذیل میں ہیں۔ (۱) مدت گذری کہ حضرت اقدس نے مسئلہ توفی کی نسبت مخالفین کے لئے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ (۲) پھر بعد ازاں دیگر اشتہارات و رسالجات بھی اس بارہ میں بہت کثرت سے آجتک مشتہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن فریق ثانی کی طرف سے صدائے برنخاست کا مضمون واقع ہے۔ اور اس کا تو آپکو اپنے خط میں بھی اقرار ہے کہ علماء مخالفین ان مسائل متنازعہ فیہا میں ساکت ہیں خواہ وجہ اس سکوت کی عدم فرصت ہو یا کچھ بھی وجہ ہو مگر بموجب آپکے اقرار کے علماء مخالفین ساکت ضرور ہیں۔ (۳) اس مشتاق نے پنجاب سے لیکر مدراس وغیرہ تک اسیواسطے سفر کیا۔ کہ کہیں علماء کا مہر سکوت ٹوٹے اور تمام نامی علماء سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چاہا۔ لیکن کوئی صاحب اپنے پرانے خیالات کے حامی پیدا نہ ہوئے۔ (۴) شیخ بٹالوی صاحب نے بھی اشتیاق اس مشتاق کو پورا نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ آپکی جماعت کے اس بارہ میں مقتدا ہیں۔ اور انکو بڑا دعویٰ بھی حاصل ہے۔ حتی کہ عیسائیوں سے بھی وہ اس مخالفت میں مدد دیتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہو گئے ہیں اور بڑی بڑی ذلتیں بھی بیچارے نے اُٹھائیں۔ مگر کیا عرض کروں کہ اس مشتاق کو وہ بھی یہی لکھتے رہے۔ کہ مجھکو ابھی فرصت نہیں ہے۔ بعد الفراغ تمہارا اشتیاق بھی پورا کیا جاوے گا۔ (۵) ایک بیچارے مولوی محمد بشیر صاحب سب کی طرف سے مباحثہ دہلی میں فدیہ ہوئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے اون کا فدیہ ہونا قبول فرمالیا تھا۔ آپ نے اگر الحق دہلی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ تو حال اس فدیہ کا آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا۔ معہذا بعد اس کے اس مشتاق نے دہلی میں انہوں سے فیصلہ چاہا جب اس مشتاق نے بموجب اونکی درخواست کے اون کے نون ثقیلہ کا مقدمہ ایسا خفیف کیا کہ اون کو نہایت درجہ کی خفت حاصل ہوئی۔ تب وہ بھی محلہ خاموشاں میں جا بسے اور آجتک مہر سکوت اپنی زبان پر لگائے بیٹھے ہیں غرضکہ بہت ایسی وجوہ اشتیاق ہیں جن کا بیان تو طویل ہے۔ بھلا اب غور فرمائیے کہ جب ایک ایسا مشتاق ہو اور پھر اس کو آپ کے خط مسرت نمط کے وہ فقرات بھی پہنچیں جو بدیں مضمون ہیں۔ (کہ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری نہیں جس کے ساتھ کہو ہم نبٹ سکتے ہیں۔) اور پھر اوس خط میں آپ کی طرف سے ایک زبردست یہ الہام بھی ہو۔ کہ (اگر مقابلہ ہوا۔ تو ہم فتحیاب ہوں گے۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے۔ جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اگرچہ زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں) تو پھر اس مشتاق کا شعلہ اشتیاق اس الہامی تحدی کو سن کر کبوں کر نہ بھڑک اوٹھے گا۔ اور کیونکر آپ کی تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ پھر مسئلہ بھی ایسا کہ جسکی وجہ سے ہزارہا اہل اسلام مرتد اور کافر ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان مرتدین اور کفار کی تقتدا کی تائید میں بہمہ وجوہ متوجہ ہے۔ اور پھر حضرت عیسےٰ کا منصب اور عہدہ بھی اس مدعی نے غصب کر لیا ہے۔ اندریں حالت تو اوترنا حضرت عیسیٰ ہی کا ایسی اشد ضرورت کے وقت فرض اور واجب تھا۔ کیونکہ اگر ایسی ضرورت کے وقت بھی نہ اوترے تو پھر کب اوتریں گے۔ لیکن خیر بحکم اذا عدم الماء فالتیمم جائز آپ ہی اون کی طرف سے نائب کھڑے ہوجئے۔ اور جو دلائل اون کی حیات جسدی کے آپ پر مکشوف ہوئے ہوں۔ خدا کے واسطے اونکو ظاہر کیجئے۔ اور اب مثل سابق کے ہرگز اون کو مخفی نہ رکھئے۔ کیونکہ اول تو حضرت نواب صاحب بہادر کا آپ پر بڑا حق ہے۔ اور بالفعل آپ میں اور نواب صاحب میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آپنے "خود تحریر" فرمایا ہے۔ اور سچ فرمایا ؎

وشتان بین مشرق و مغرب

دوسرے جبکہ آپ کے پاس مسئلہ توفی وغیرہ میں علوم کا خزانہ مخفی ہے۔ تو پھر کیا دیگر اہل اسلام کا حق آپ پر نہیں جو مرتد ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ آپکی علوم و معارف کے اظہار سے اون کا ارتداد بند ہو جاوے

ورنہ حضرت من چند عرصہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ اکثر حصہ اہل اسلام کا حسب آپ کے زعم کے ملت اسلامیہ سے خارج ہو کر کفر میں شامل ہو جاوے گا۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری اقل قلیل رہجاوے گی۔ پھر وہ علوم اور معارف جنکو آپ نے مدت سات برس سے مثل قرآن مجید امام مہدی صاحب کے مخفی کر رکھا ہے وہ کس کام آوینگے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام میں بڑے فرقے دو ہی تھے۔ ایک شیعہ دوسرے سنی۔ شیعوں نے تو امام مہدی کو اصلی قرآن مجید دے کر کسی غار میں مخفی بٹھا دیا۔ وہ تو قرآن فضائل اہلبیت کا غار میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہرگز نہیں نکلتے۔ سنیوں نے حضرت عیسے کے حیات کے متعلق جو آیات قرآنیہ تھیں۔ اوس قرآن کو حضرت عیسی کے پاس پونچا دیا۔ اور ایسی تحریف کی۔ کہ بجائے آیات مثبت حیات کے توفی کی آیات کو قرآن مجید میں داخل کر دیا ایک تو بیرونی فتنے اسلام پر وارد ہو ہی رہے تھے۔ اب ہزاروں فتنے اندرونی بھی مدت سات سال سے پیدا ہو گئے۔ نہ امام مہدی صاحب غار میں سے باہر نکلتے ہیں۔ نہ حضرت عیسے آسمان پر سے اوترتے ہیں۔ اور علماء کو بالکل فرصت نہیں۔ مخالفین کو بڑی مشکل کا وقت آگیا ہے۔ خیر آپ کو تو اپنے غالب ہونے کا الہام ہو چکا ہے۔ حسب الوعدہ برائے خدا آپ ہی کچھ مدد فرمایئے۔ ہم آپ سے یہ نزاع بھی نہیں کرتے۔ کہ آپ زمرۂ علماء سے ہیں یا نہیں۔ شاید آپ کا علم علم لدنی ہی ہو سو بلا سے کوئی ادا اون کی کج تما ہو۔ کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا
مدد کرائے آخر بے کسی و تنہائی ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا
زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو۔ زمین لوٹ دے یکدن [illegible]
لیکن پیشتر دو تین امور ضروری عرض کئے دیتا ہوں تا کہ آپکی اوقات ضائع نہ ہو۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ مسئلہ توفی میں مولوی شبیر کے ظنون ناقصہ کو پیش نہ فرمایئے۔ وہ خود اپنی ظنوں کے غیر قطعی ہونیکے مقر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اون کے تمام شبہات و شکوک کا تار و پود ادھیڑ دیا گیا ہے۔ ہاں اندریں صورت اگر آپ چاہیں۔ تو اون ادلہ قاہرہ کا جواب دیں بعد اون کے ظنون ناقصہ کو پیش فرماویں سوم چونکہ توفی کے بارہ میں آپ کو بڑا دعوےٰ ہے۔ لہذا جو معنے توفی کے آپ بیان فرماویں۔ خواہ کسی تفسیر سے یا بطور خود۔ تو اوس کے اثبات میں آپ کو حسب فی عل گنجایش اور وسعت دیجاتی ہے۔ یا تو قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثبوت ہو دے۔ یہ نہو کہ اسی آیت فلما توفیتنی یا متوفیک کے تحت میں جو اقوال تفاسیر کی ہیں۔ اون کو آپ نقل کر دو کیونکہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے۔ [illegible] اون تفاسیر میں وفات حضرت عیسیٰ کے اقوال بھی لکھے ہیں پھر یہ اقوال حیات کے کیونکر آپ پیش فرما سکتے ہیں کیونکہ اذا تعارضا تساقطا مسئلہ مقررہ مسلمہ ہے۔ .... ہاں دوسری آیات قرآن مجید سے اپنے معنے مزعوم کا ثبوت دیویں۔ کیونکہ توفی یا توفی کے مشتقات قرآن مجید میں بکثرت وارد ہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت عیسی ہی کے بارے میں لفظ توفی کا آیا ہو اور کہیں قرآن مجید میں نہ آیا ہو لہذا القرآن یفسر بعضہ بعضا کو بھی مد نظر رکھیں۔ اگر قرآن مجید سے آپ پیش نہ فرما سکیں۔ تو احادیث سے ہی پیش فرماویں جس میں توفی کے وہ معنے ہوں۔ جو آپ کے مزعوم ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو محاورات صحابہ کے اپنی معنی مزعوم کے ثبوت کے لئے تحریر فرمایئے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کتب لغات سے ہی اس ترکیب اسنادی محاورہ توفاہ اللہ کے معنی سوا قبض اللہ روحہ کے تحریر فرماویں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام جاہلیت کے شعراء میں سے کسی شاعر کا شعر یا کلام اپنے معنے مزعوم کے ثبوت کے لئے پیش فرمایئے اور واضح خاطر عاطر ہو کہ اگر آپ نے توفی کے معنے اماتت رسولا دینا ہم کے لئے تو اس سے بھی مدعا حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ مضر مقصود ہے۔ کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں بھی توفی بمعنے قبض ارواح کے ہی ہے۔ ورنہ سیاق اور سباق آیت کا مہمل ہو جاویگا آپ ذرہ ترجمہ کر دیکھیں۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیویں کہ یہاں پر توفی کے معنے اماتت رسولا دینا کے ہی ہیں تو پھر اس آیت کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز کی نہی کے لئے لا تقربوا الصلوۃ کو پیش کرے۔ اب دیکھو اوسی کے آگے یہ آیت ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری اس آیت میں دو صورتیں مذکور ایک ارسال دوسرے امساک پس در صورت اماتت کے سنت اللہ یوں جاری ہے۔ کہ ارسال واقع ہوتا ہے اور جسم عنصری دونوں صورتوں میں زمین پر ہی رہتا ہے اور در صورت موت کے امساک جسم کا متحقق ہیں۔ کہ بعد توفی حضرت عیسی کے دو ہزار برس تخمیناً گذر گئے اور امساک ہی امساک ہے۔ ارسال جبھی ہو بالضرور ماننا پڑے گا۔ کہ موت واقع ہو گئی۔ [illegible] رفع جسمانی میں آپ کبھی ہرگز بحث نہ کیجئے۔ کیونکہ ہم ادلہ یقینیہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ آیت میں رفع جسمانی سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں اور اس جگہ پر قصہ اصحاب کہف کا بھی بیان کرنا آپکو مفید نہ ہوگا۔ وہاں پر توفی کا بالکل ذکر نہیں۔ وہ بھی ابحث قیہ سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر کتب لغات سے بھی آپ ثبوت نہ دے سکیں۔ تو اتنا ہی کریں۔ کہ جیسا نزول مسیح آپ کے خیالوں میں جما ہوا ہے۔ اوسکی کوئی نظیر جو پہلے کسی زمانہ میں ہو چکی ہو۔ پیش کریں۔ کہ فلاں وقت میں فلاں نبی کی بعثت اُس شان سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ اور ہم تو اپنے مسئلہ مثیل مسیح کی ہو بہو نظیر بھی نزول ایلیاء کا قصہ کتب بائبل سے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون س ۱۴۔ یہی تو وارد ہے۔ بلکہ جو دشواریاں حضرت عیسیٰ کو اس قصہ نزول ایلیا میں پیش آئی ہیں۔ یہاں پر تو اون کا عشر عشیر بھی موجود نہیں ہے۔ مگر آپ کہیں کہ یہ قصہ نزول ایلیاء جعلی اور الحاقی ہے۔ تو اس کہنے کی بھی گنجایش نہیں۔ نہ یہود کی تحریف ہو سکتی ہے۔ نہ نصارے کی۔ کیونکہ اگر یہود کی طرف سے ہوتی تو حضرت عیسیٰ خود اس تحریف کو ظاہر فرما کر اپنا پیچھا چھوڑا سکتے تھے۔ اور نصاریٰ کی طرف سے بھی کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا۔ وہ اپنے اور حضرت عیسی کے مخالف دعوے کے کوئی تحریف کیونکر کر سکتے تھے۔ ایسا کہنا محض خلاف عقل ہے۔ اے حضرت دلائل عقلیہ بھی بالکل مہمل نہیں ہو سکتے۔ تمام دار و مدار تکالیف شرعیہ اور وجود دلائل عقلیہ استحکام دلائل نقلیہ کا کرتے ہیں۔ اوسکو کچہری بچہری شرعی نہیں کہہ سکتے۔ فرمایا اللہ تعالے نے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ س ۲۹۔

بالاخر یہ گذارش ہے۔ کہ اس مسئلہ توفی میں بصورت [illegible] میں جو امر آپ کو آسان معلوم ہو۔ اوس کو اختیار فرما کر جواب باصواب سے اطلاع بخشیں۔ لیکن جو کچھ ہو باصواب ہو۔

اول اندیشہ وانگہے گفتار — پاے پیش آمدست و پس دیوار

باقی رہے دوسرے مسائل سو وہ بعد طے مسئلہ توفی کے فیصل ہو سکتے ہیں۔ یار باقی صحبت باقی۔ والسلام خیر ختام

مؤرخہ ۳ فروری ۹۸ء محمد احسن

ایک مبارک تجویز

ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اون کتابوں کے مکرر چھاپنے کی تجویز کی تھی جو کتب خانہ دارالامان قادیاں میں ختم ہو چکی ہیں یا ختم ہونے والی ہیں مگر وہ اس تجویز کو اپنی مصروفیت اور کثرت کام کیوجہ سے پورا نہیں کر سکتے۔ الحکم کے ذریعہ اوس کے ابتدائی نمبروں میں براہین احمدیہ کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن من بعد خواجہ صاحب کا ارادہ سمجھ کر ہم نے اون کا زیادہ خیال نہ کیا۔ اب چونکہ خواجہ صاحب کی عدیم الفرصتی نے ان کو اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے ہم نے پھر عزم بلکہ عزم بالجزم کیا ہے کہ اس سلسلہ کو شروع کریں اس لئے ہم براہین احمدیہ اور ان کتب کو دوبارہ چھاپنا شروع کرینگے جو قریب الختم یا بالکل ختم ہیں فی الحال ہم شہادۃ القرآن کے چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں اسلئے جو جو صاحب شہادۃ القرآن کے خریداری کے شائق ہوں وہ اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیجدیں اور ایسا ہی جو صاحب اس سلسلہ کے حامی ہوں یعنے ہر ایک طبع شدہ کتاب کی ایک یا متعدد جلدیں خریدنے پر آمادہ ہوں وہ بھی اطلاع دیں تا اونکے نام درج رجسٹر کئے جائیں قیمت کتب کے لئے یہ لحاظ رکھا جاویگا کہ موجودہ قیمت سے دو ثلث سے زیادہ نہ ہو اور کم جسقدر ہو سکے ہو۔ براہین احمدیہ کو جس اسلوب اور ڈھنگ پر ہم چھاپنا چاہتے ہیں وہ اگلے نمبر میں مفصل اشتہار کے ذریعہ ظاہر کرینگے۔

ایک ضروری گذارش

انسانی ارادے اور وعدے بسا اوقات انسان کو شرمندہ کر دیتے ہیں۔ ہمارے ناظرین اخبار کے بدیر پہونچنے پر شکایتی خطوط لکھنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس میں حق پر ہیں لیکن اگر وہ ذرا سا ہماری مجبوریوں کا بھی اندازہ کریں تو ہمکو بھی معذور سمجھیں۔ قادیاں جیسے گاؤں میں پریس اور اسکے دقتوں کا اندازہ آسان امر نہیں۔ ایک پریس مین اور بہت سے کام یک انار و صد بیمار کا عالم ہو رہا ہے اور ابھی ڈاکخانہ سے باقاعدہ رعائتی محصول داخل کرنے کی منظوری بھی حاصل نہیں ہوئی اخبار ٹکٹ لگا کر روانہ کرنا پڑتا ہے جس میں دو چند اخراجات کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ بہر حال ابھی تک اخبار کی باقاعدہ اشاعت کی ناظرین کیا خود ہمکو شکایت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عمداً ایسا کرتے ہیں۔ اخبار کے جسقدر باقاعدہ اور بروقت اشاعت کا ہمکو خیال ہے ناظرین کو نہیں ہوگا مگر ہم مایوس نہیں وہ کارساز خدا جسنے الحکم کو اپنے اصلی مرکز پر پہونچایا۔ تاکہ وہ اپنا مشن کامل طور پر پورا کر سکے ایسے اسباب بہم پہونچا دے گا۔ جو اسکی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہو جائینگے اس لئے ہم اپنے ناظرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ گھبرائیں گے نہیں اور نہایت صبر اور استقلال سے دیکھیں گے کہ الحکم کیا ہوتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے۔ خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ الحکم اگر خدا تعالےٰ ہی کی رضا جوئی اور اسکے قائم کردہ مشن کے اعلائے کلمہ کے لئے جاری ہوا ہے تو یقیناً یقیناً وہ کامیاب ہو کر رہیگا وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔

میاں احمد اللہ امرتسری کی ملاہٹ
اور
کوتے ہتھیار و نسے حق سے مجادلت

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمیداند
نماند آنچناں خود راکہ پنداری نمیداند

ہمارے ناظرین میاں احمد اللہ صاحب سے ناواقف ہوں تو اتنا ہی ذکر اونکے انٹروڈیوس کے لئے کافی ہے کہ وہ امرتسری گروہ (فرقہ غیر مقلدین) میں مولوی غلام علی صاحب مرحوم کے معاون اور غزنوی طائفہ میں جمعہ کے امام تھے جہاں سے سید نامر الدین صاحب سلمہ ربہ کی تعریف اور بعض خفی رنجیدہ دماغیوں کی وجہ سے غزنوی گروہ نے انکو مضمون غلط کی طرح نکال دیا اور اونکا یہ خروج متولیان مسجد میں نیا چاند چڑھانیکا موجب ہوا اور ایسا گل کھلایا کہ ایک گھر کو دو فریق بن عدالت تک جانا پڑا۔ اور مدت تک اوسکا مقدمات کی طرح اخراجات کا زیر بار ہونا پڑا۔ اس ساری روئیداد کا مقدمۃ الجیش بھی خروج تھا غرض مسجد سے نکل کر کچھ عرصہ تک ہماری جماعت سے احمد اللہ صاحب ملتے ملاتے رہے پھر یکایک اونکی زندگی میں اس پیرانہ سالی میں ایک روانی اور تیزی ہوئی حسرتیں اور بجھے ہوئے ولولے دوسروں کی دیکھا دیکھی جواز ہوئے اور جھٹ مخالفت کا لباس پہن کر ھل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں اُترے۔ خود ہم سے بارہا گفتگو ہوئی مگر وہ حق کی مخالفت میں کہاں کامیاب ہو سکتے تھے آخر لاجواب اور ساکت ہوئے پھر ہم سے بات کرنا تو درکنار ہمارا وجود اون کے لئے موت نظر آتا تھا۔ بایں ہمہ مخالفت میں ایسی حد سے بڑھے کہ تھپڑ مارنے سے بھی عار نہ رہا چنانچہ میاں نبی بخش کا معاملہ الحکم کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے غرض یہی میاں احمد اللہ ہیں۔ ہمارے دوران قیام امرتسر میں احمد اللہ صاحب مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر تو بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے مگر سامنے آنے سے ڈرتے تھے آخر دسمبر ۱۸۹۷ء کے اواخر میں مولانا محمد احسن امروہی نے خود ان کے مکان پر جا کر یہاں تک آپ کی گت بنائی کہ انکو ان آخر ایام عمر میں کیا ہو گئی یہاں تک کہ قادیاں آنے کا وعدہ کیا جس پر مولانا محمد احسن نے کہا کہ ہم آپکو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لے چلیں گے مگر پاس سے کسی زمانہ ساز نے کہا کہ نہیں کچھ ضرور نہیں الغرض ہمارے قادیاں چلے آنے کے بعد میاں احمد اللہ نے بظاہر میدان خالی پایا۔ اور ہمارے ایک نوجوان بھائی میاں غلام محمد امام مسجد کو اپنے دام میں لانا چاہا مگر دال گلتی نہ دیکھ کر اونکے خلاف اور بے سود کوششیں کرنی چاہیں مثل مشہور ہے ملا کی دوڑ مسجد تک جب انکو کوئی راہ گریز نہ ملی تو یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے اسکو مسجد سے نکال دیا جاوے پہلے تو اسکو سمجھاتے بوجھاتے رہے مگر جب اوسکی طرف سے دندان شکن جواب ملے تو بہر ڈہی چوہوں والی کونسل بنانیکی تجویز کی اور ادہر اودہر رقعہ بازیاں کرنے اور فتوے دینے کی گیدڑ بھبکیاں دینے لگے جب اوسنے مسجد کی بھی پرواہ نکی تو پھر ایک اور چال چلی گئی۔ کہ ہمارے مخدوم خان صاحب بہادر شیخ غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ کی معرفت دھمکی دلوانی چاہی شیخ صاحب جو امرتسر کے گویا نور کی ناک ہیں اونکے بہروں میں ایسے آنے والے نہ تھے اور نہ ہیں۔ القصہ یہ لوگ جب اور کچھ پیش نہیں جاتی دلائل و براہین سے غالب نہیں آ سکتے تو پھر بیہودہ طور پر گردن کی رگیں پھلا کر شور مچایا کرتے ہیں ہم کو

افسوس ہے میاں احمداللہ صاحب اس آخری عمر میں بھی خدا ترسی سے کام نہیں لیتے - اور نہیں دیکھتے کہ دن بدن اُنکا مخالف فریق جسکو وہ حق پر نہیں سمجھتے کیسی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے - اور آسمان کس طرح پر انکی امداد پر جھکا ہوا ہے اور کیونکر اُسکے مخالف ذلیل اور خوار ہوتے جاتے اور ہر میدان میں شکست پر شکست اُٹھاتے اور نیچا دیکھتے ہیں - گر راج ہٹ - بال ہٹ - تریا ہٹ پیراوں کی ملاہٹ مستزاد ہی ہوتی چلی جاتی ہے - خدا اونکی حالت پر رحم کرے اور انکو چشم بینا عطا کرے آمین ۔

میاں احمداللہ صاحب آپ خوب یاد رکھیں کہ ان حکمت عملیوں میں آپ ہی کو نیچا دیکھنا ہوگا - خدا راست بازوں کو ضائع نہیں کرتا - مگر ہاں حق کی مخالفت کرنے والا نادان تباہ کیا جاتا ہے - اسلئے آپ خوف خدا کو دل میں جگہ دیں اور اس آخری عمر میں کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو انکار کے خطرناک جوئے سے رہائی پالو آخر میں اوس مامور من اللہ کے الفاظ میں آپ پر حجت پوری کیجاتی ہے ۔

ع

یارو خودی سے باز بھی آؤگے یا نہیں؟ خو اپنی پاک صاف بناؤگے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤگے یا نہیں؟ حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبے آخر قدم بصدق اٹھاؤگے یا نہیں؟

کیونکر کروگے رد جو محقق ہے ایک بات کچھ ہوش کرکے عذر بتاؤگے یا نہیں؟

قتل لیکھرام کی سالگرہ

۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو لاہور کے آریوں نے قتل لیکھرام کی سالگرہ منائی اچھا ہوا - یہ بھی قدردانی ہے - اس معاملہ میں لیکھرام دیانند سرستی سے بھی بڑھ گیا - بیچارے سوامی صاحب کی ایسی یادگار قائم نہیں ہوئی تھی - یہ قومی قدردانی ہے - مگر یہ ابھی معلوم نہیں ہوا - کہ آیا گوشت خور پارٹی نے بھی اس غم و ہم میں حصہ لیا یا نہیں - اور اپنا وہ خیال کہ لیکھرام میموریل فنڈ کا چندہ واپس دیا جائے - بدل لیا - یا اسی پر قائم ہیں - بہرحال پہلی قتل کی سالگرہ پنجاب میں آج ہی ۔

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے - قیمت ۲/ درخواست مینیجر الحکم کے نام ہو - اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس مسیح موعود مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہو اکریں - اور اگر ہمارے احباب توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فیصدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کے مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں - تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دینگے ۔

مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

ضرورت

میں کسی قوم مسلم یا شریف خاندان کی بیوہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دوبارہ روپیہ ہے اور گذر زندگی سے ہو رہی ہے - مجھکو بتا کی پروا نہیں کرتی کسی قوم کی ہو بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر جناب ملنے کا شوق ہو تو میری عمر ۲۵ سال کی ہے - خاکسار **فضل الٰہی کلانوری** معرفت مینیجر الحکم قادیان دارالامان

گورنمنٹ پنجاب سے عذر ہی گزارش

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن

خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

یہ امر گو متعدد مرتبہ گورنمنٹ کی توجہ کیلئے نہ - اینگلو بلکہ اپنی ارادت کیش اور عقیدتمند جماعت کی وفاداری اور خیرخواہی کے اظہار کیلئے ہمارے سید و مقتدا **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ عرضداشت ہائے مطبوعہ پیش کیا کہ جو جماعت جو سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے ہاتھ پر بیعت کر چکی ہے تو یہ ہر نوع انسان سے ہمدردی - بغاوت اور شرارت کے ارادوں اور خیالوں کو دور کرتی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتی ہے اور نیز کسی ایسے **امام مہدی یا مسیح کے آنیکے خیالات** دور کرتی ہے - **جو آکر فتنہ و فساد یا جنگ و جدال** کرے - اور **جہاد بالسیف کا حکم** دے - گورنمنٹ کو ایک بیمار کن جماعت ہی نہیں بلکہ ہر گورنمنٹ سے مخفی بھی نہیں اس جماعت کا **امام** یعنی مرزا غلام احمد صاحب بن مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ایک مسیح زمان کا حصہ ممبر جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیرخواہ اور جانثار دوست ہے مگر بعض کوتاہ اندیش لوگوں کی ریشہ دوانیوں اور بدخواہوں سے جو دریدہ ایسے خیالات رکھتے ہیں کہ کوئی تاج و تخت کا خواہشمند **مہدی یا مسیح** آئیگا اور جنگ و جدال کرتا پھریگا - اور ایسے سیدنا مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کیساتھ پوری وفاداری اور خیرخواہی سے سلوک کرنیکی تعلیم دیتا ہے بلکہ وہ اپنی شرائط بیعت میں یہ امر داخل کر دیا ہے کہ جو آدمی کسی قسم کی **بغاوت** کا خیال رکھتا ہو وہ میری بیعت میں داخل نہیں ہو سکتا اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے برگزیدہ جماعت پر بوجہ بعض ایسی تہمت لگا کے جیسے تیر چلائیں سیکھی اس امام الوقت نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اُس اور اونکی جماعت کو خیرخواہی اور خیر سگالی میں فرق نہ کرےگی اور اپنے اس بیان کے موید کرنیکے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ **اولاً** سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح زمان ایک ممبر جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیرخواہ اور دوست ہے - **ثانیاً** وہ ایک مذہب کا پابند ہے جو صلح اور سلامتی کی تعلیم دیتا اور اپنی محسن گورنمنٹ کی شکرگزاری اور اطاعت کی ہدایت کرتا ہے اور **ہل جزاء الاحسان الا الاحسان** کا حکم دیتا ہے یعنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت سے انحراف کبھی جائز نہیں - **ثالثاً** خدا تعالیٰ نے اُسے اس منصب سے سرفراز فرمایا جو قطعاً **جہاد بالسیف یا جنگ و جدال** کو حرام ٹھہراتا ہے - اور اسی لئے کوتاہ اندیش مخالف اُنکو ستایا اور **بدنام** کرتے ہیں علی طور پر اپنی حیثیت سے بڑھکر تصانیف میں جو ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کثیر التعداد کتابیں چھاپ کر ممالک اسلامیہ میں پھیلائی ہیں جنمیں **مخالفت جہاد**

ہمارے نام ایک شفقت نامہ

اگرچہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہم اپنے کسی پرائیویٹ رنج، خط کو شائع کرتے۔ لیکن چونکہ اس شفقت نامہ سے جو ہدایت نامہ کی شکل میں ایڈیٹر الحکم کے مہربان باپ سے بھی بڑھکر شفیق عم مکرم... میاں مولا بخش کلارک لاہور نے لکھا ہے۔ اون لوگوں کے لئے بھی جو دارالامان میں رہتے ہیں۔ چند نصیحت اور ہدایت کی باتیں مل سکتی ہیں۔ اس لئے اوس خط کے چند فقرات شائع کرتے ہیں۔

وھو ہذا

عزیز القدر اطال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو **امن کے گھر میں** ہے۔ جو ایک طرح سے باغ عدن کی استراحت سے کم نہیں۔ مگر چونکہ یہ باغ عدن دنیا میں ہے۔ اس لئے شیطان کی آزمائش کا بھی اندیشہ ضروری ہے۔ مبادا کوئی **مار سیرت** اس میں بھی گھسکر ڈنگ مارے اور پھسلا جاوے۔ اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ سب پھل کھانا مگر **تمیز** (خود پسندی) **خود بینی** اور **عجب جلتی** کا پھل نہ کھانا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ **انسان** اول کی طرح بہشت سے نکالا جاوے۔ ربنا لا تقسمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین) آمین ع.......... قادیان رہنے میں تجھکو یہ بھی تاکید کرتا ہوں۔ کہ زیادہ اختلاط عوام الناس سے کرنا اچھا نہیں۔ نہ تکبر و انانیت کے رو سے بلکہ بے جا بے تکلفی کے سبب سے کیونکہ بے تکلفی سے بے لطفی پیدا ہوجاتی ہے جس کا آخری نتیجہ بدمزگی۔ رنجش و بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ انو کام سے فارغ ہوکر تنہائی اور خلوت میں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا چاہئے۔ اپنی سیلف ریسپکٹ کا خیال بھی ضروری چیز ہے۔ حضرت امام الزمان مرزا صاحب سلمہ الرحمٰن کے وعظ و پند سے مستفیض ہوتے اور ویسی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہونے کی سعی کرنا چاہئے۔ اور مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور سید محمد احسن اور مرزا خدا بخش جیسے اشخاص کی صحبت سے خاص فیض اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ علاوہ دنیوی امور میں تجربہ اور وجاہت رکھنے کے دینی امور میں صادق و مخلص الایمان ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً اول الذکر دو صاحب۔ تکبر سے بچنا۔ تکبر سے بچنا۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملنا اور اخلاص سے رہنا مقدم ہے۔ میں تجھکو ڈراتا ہوں۔ کہ ہر ایک کام خشیۃ اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ کھانا پینا، چلنا پھرنا، بولنا ہنسنا۔ غرضیکہ ہر ایک فعل میں الٰہی خوف ہو۔ کیونکہ سلیمان کہتا ہے خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے اور قرآن کہتا ہے جسکو حکمت دی گئی اوسے خیر کثیر دی گئی۔ پس ہر وقت خوف الٰہی اور خشیۃ اللہ حقیقی طور پر نہ ریاکاری اور ظاہرداری کے طور پر تیرا اوڑھنا بچھونا ہو تا خدا تجھ پر الطاف و اکرام کی بارش کرے۔ اور تجھے زمانے کے امام کے پاس رہنے کی حقیقی توفیق دے۔ اور تو اوس مطلب اور غرض کو سمجھ لے جو ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے ہوتا ہے۔ **امام** کے پاس بیٹھنا اوس کے ساتھ کھانا کھانا۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ مگر حقیقت کے رو سے بڑا کٹھن اور خطرناک ہے۔ ہر وقت دعا مانگنی چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ صدق نیت عطا کرے اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا پتھر بن جائیں۔ یہودا اسکریوطی بھی مسیح کے ساتھ کھانا بلکہ چھاتی پر لیٹتا تھا۔ بہشت کی کنجیوں کا وارث... پطرس بھی تو مسیح کے ساتھ رہتے تھے۔ پس ہمیشہ دعا اور استغفار کرتی چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس **مبارک عہد پر جو امام الوقت** کے ہاتھ پر کیا ہے ہم کو قائم رکھے۔ دارالامان میں رہنے پر کبھی ناز نہ ہو۔ ایسا ناز جو تکبر اور انانیت پیدا کرے۔ ایسی رہائش سے وجاہت حاصل کرنی چاہئے۔ جو فخر کے قابل ہو۔ حکیم صاحب سے خصوصاً بردباری کا سبق سیکھنا چاہئے۔ کسی کو اخبار دینے میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ منت و الحاح سے نہ دیا جاوے۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کسی کو اپنی ضروریات کا متکفل نہیں بنانا چاہئے۔ اور نہ اوس کی رضاجوئی کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مطلب کو پیش نظر رکھ کر کوئی کام کرنا چاہئے نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ مگر وہ ان کے لئے ہی مولیٰ اور وکیل ہوتا ہے۔ جو اوس سے رشتہ عبودیت کا سچا گانٹھ لیتے ہیں۔ بجز اس کے ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو زیادہ تاکید کروں۔ تو خود ان باتوں پر غور کر اور سمجھ اپنا مسلک السلامۃ فی الوحدۃ بنالو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و معین ہو۔ آمین۔ عاجز۔ مولا بخش از لاہور

پوسٹل انسپکٹر توجہ فرماویں

برانچ پوسٹ آفس قادیان ایک متدین دیسی (مسٹر) عنایت کے ماتحت ہے جسکے حسن سلوک سے وہ ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز سمجھا جاتا ہے۔ اپنے کام میں مستعد اور ہوشیار ہے۔ باوجودیکہ ڈاکخانہ قادیان کا انتظام و انصرام اس قابل ہے۔ کہ اوسکو مستقل پوسٹ آفس بنایا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک پوسٹل انسپکٹر کے زیر نظر کیا ہے۔ جو ڈاکخانہ کو مستقل نہیں کیا جاتا۔ اس وقت قادیان میں **تین سکول دو پریس** اور ایک اخبار جاری ہیں۔ اور ڈاک کی روانگی اور آمد تمام علاقے سے زیادہ ہے۔ پھر نہیں معلوم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار الحکم کو رعایتی محصول کی شرح سے قادیان میں قائم الہند سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیان کے برانچ آفس کے کاروبار کی کثرت اس قابل ہے۔ کہ وہاں کے برانچ آفس کو مستقل بنایا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پوسٹ آفس توجہ فرمائیں گے۔ اور اس برانچ پوسٹ آفس کو ہیڈ آفس بنانے کی تجویز کرینگے +

بدمعاش دلیر ہو چلے

کلانور کے علاقے سے خوفناک ڈکیتیوں کی خبریں سنی گئی ہیں۔

بدمعاش اور اوباش آدمی دلیر ہوتے جاتے ہیں جنکے انسداد کے لئے پولیس کو بہت توجہ کرنی پڑے گی۔ اور قصبات میں بھی پولیس کی طاقت کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ دیہات کے چوکیدار جو پولیس فورس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں بالکل لاپرواہ اور لاشے محض سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ امور امن عامہ کی طرف چنداں توجہ کرتے ہیں۔ بلکہ کر سکتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرض منصبی کو نمبردار، یا ذیلدار، یا کسی بڑے لالہ صاحب کی خدمات بجا آوری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اور اون کو اون خدمات سے اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ذاتی اور منصبی کام پر توجہ کریں یہی وجہ ہے۔ کہ بدمعاش دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ رات کے بارہ بارہ بجے تک شراب فروشی کی دوکان کھلی رہتی ہے قمار باز دل کھولکر کھلے بندوں جوا کھیلتے ہیں۔ اور چوکیدار کو ادنیٰ غلام سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کیا اچھا ہو۔ کہ چوکیدار کو اختیارات ذرا وسیع کرئے جائیں۔ اور کوئی متدین آدمی

سرمن (خطبہ)

جو

ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایدہ اللہ بروح منہ سیالکوٹی نے ۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ پڑھا جزاہم اللہ احسن الجزا

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ انا ھدنا الیک ط قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء ط فسا کتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بایٰتنا یؤمنون ۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون (سورۃ الاعراف)

(ترجمہ)

ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ اور آخرت میں بھی نیکی لکھ یقیناً ہم تو تیری ہی طرف متوجہ ہو گئے ہیں خدا نے کہا میں جسکو چاہوں اپنا عذاب دونگا اور میری رحمت سب چیزوں پر پھیل گئی ہے پس میں اپنی رحمت متقیوں اور زکوٰۃ دینے والوں کے لئے لکھ دوں گا جو پیروی کرتے ہیں الرسول کی جو امی ہے جسکو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں اُن کو معروف کا امر کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ستھری چیزیں اُنکے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن بوجھوں اور غلوں کو اتار پھینکتا ہے جو اُن پر تھے ۔ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اُسکی تائید کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُس کے ساتھ اوتارا گیا ہے وہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے +

ان آیات میں غور کرنے سے بڑے عظیم الشان فلسفے حاصل ہوتے ہیں ۔ رسول کی ضرورت ۔ اسلام کی ضرورت رسول کے آنے سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی ؟ کیوں ایک وارث کتاب قوم تباہ ہوئی ؟ کیوں اُس سے وہ نور چھینا گیا ؟ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اوس نور کے وارث ہو گئے ؟ یہ مہتم بالشان امور ان ایات میں تدبر کرنے سے خوب حل ہوتے ہیں ان آیات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ساتھ بہت بڑا ذکر ہے (جو تمثیلی رنگ میں اور ایک گہری نظر میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کا پیشگوئی کے طور پر ایک ذکر ہے) خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے بہت بڑے وعدے کئے تھے منجملہ ان وعدوں کے فرعون کی غلامی سے چھوڑا کر بالمقابل اوس پاک سرزمین کا وارث بنانے کا وعدہ تھا جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اس وعدے کا ایک بڑا حصہ پورا ہوا یعنے انہوں نے موسیٰ کی طفیل اوس بڑی غلامی سے نجات پائی اور خدا نے انہیں مصر کے آہنی اور جلتے ہوئے تنور سے نکال لیا ۔ لیکن دوسرا حصہ جو تکمیل وعدہ تھا اور جو ایک عظیم الشان فضل تھا یعنے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہونا اور اُن نعمتوں سے متمتع ہونا جو اوس سرزمین میں پائی جاتی تھیں پورا نہ ہوا ! کیوں ؟ کیا خدا کی طرف سے ظلم ہوا ؟ یا خدا تعالےٰ نے بے وجہ اُنکی کامیابی کی راہیں روک ڈالدی اس کا مفصل بیان اس سورت میں درج ہے ۔

بنی اسرائیل نے اپنی نالائق کرتوتوں سے اپنے تئیں اس قابل بنا لیا کہ وہ اوس وعدہ کی زمین کو نہ دیکھ سکے اور خدا کی غیوری نے اجازت نہ دی کہ اوس خطا کار قوم کو بیت المقدس کی سرزمین میں داخل کرے یہ عظیم الشان وعدہ جو ایک اولوالعزم نبی سے کیا گیا تھا ۔ یعنے موسیٰ علیہ السلام اُنکی کرتوتوں کے وجہ سے پورا ہونے سے رہگیا ۔ اور خود وہ نبی جسکے منہ اور ہونٹوں سے اس وعدہ کے الفاظ نکلے تھے اپنی آنکھ سے اوسکی تکمیل نہ دیکھ سکا ۔ اس مقام پر غور کرنیوالے دلوں اور فکر کرنے والی طبیعتوں میں بہت بڑی گھبراہٹ اور بےچینی پیدا ہوتی ہے ۔ مومن کی روح کانپ اوٹھتی ہے کہ جب ایک عظیم الشان نبی موسیٰ جیسا کلیم وعدہ کی زمین میں نہیں پہونچ سکا پھر خدائے تعالےٰ جو رحمان و رحیم خدا ہے کیا اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا ؟ وہ تو فرماتا ہے ان اللہ لایخلف المیعاد مگر قوم کی بدکاریاں اور شوخیاں اپنے ہاتھوں ایسے سامان بہم پہونچاتی ہیں کہ سنت اللہ اوسوقت ایک مخفی شرط سے جو اس وعدے کے اندر ہوتی ہے کام لیتی ہے اور یہ لاتبدیل اور لاتحویل قانون ہے ۔ وہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں سے استفادہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے یہ قاعدہ ہم عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہوا بھی دیکھتے ہیں کہ

جو لوگ کسی چیز سے وہ کام نہیں لیتے جو اوسکی غایت و غرض ہے یعنے یا اوسے بیکار چھوڑ دیتے ہیں اور یا اوسکا غلط استعمال کرتے ہیں تو وہ ضرور بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے دیکھو ایک سنیاسی اپنا ہاتھ اونچا کر رکھتا ہے اور اُسے بے حس و حرکت چھوڑ دیتا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور اوس میں حس حرکت کی قوت زائل ہو کر انسان کو ان تمام فوائد سے محروم کر دیتی ہے ۔ جو مقصود تھے اسی طرح جو قوم یا آدمی اپنے قوائے کا درست استعمال نہیں کرتا تو وہ خدا تعالےٰ کے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی سزا دو قسم کی دیجاتی ہے ۔ اول اوس بد استعمال سے اون نتائج بد کا مترتب ہونا جو اس کا خاصہ ہیں دوئم اون منافع سے محروم رہ جانا جو اس سے مقصود نہیں جاری دانست میں سزا و جزائے اعمال کا یہی ایک راز اور قانون ہے دُنیا میں بھی فائز المرام اور کامیاب وُہی انسان ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو برباد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی فلاح وُہی پانے والے ہیں ہم نے غور کرنے کے بعد نیکی کی فلسفی بھی سمجھی ہے کہ قوائے انسانیہ سے وُہی کام لیا جاوے جو اونکا **اصل مقصد ہے** ۔ اور اوسکی ضد بدی ہے یہ بحث ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس مختصر میں نہیں آسکتا (ایڈیٹر)

اس سنت اور اجمال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں اور پیروں کی بد اعمال رشد کی کامیابی کیلئے ایک روک ہو جاتی ہیں جماعت کی بے حیائی اور بے باکی جماعت کو اون وعدوں سے محروم رکھتی ہے جو اوس سے ہوئے ہیں یہ مضمون مسلمانوں اور ہم لوگوں کیلئے خصوصاً بہت ہی غور کے قابل ہے ۔

اس پہاڑ پر موسیٰ عہ ستر آدمیوں کو منتخب کر کے لیگئے اور وہاں خوفناک نظارہ دکھلائی دیا جو حقیقۃً باریک اشارہ تھا کہ یہ لوگ تجلیات الٰہی کے تحمل کے قابل یا نعماے خدا تعالےٰ کے وارث ہونیکے قابل نہیں ہیں رموز شناس موسیٰ نے اس اشارہ کی تہ میں پہنچ کر یہ دُعا کی واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ۔ اس دُنیا میں جو وعدے تو نے مجھسے کئے ہیں کہ ہم دشمنوں پر مظفر و منصور ہوں اور دشمن کے قبضہ سے سرزمین موروث کو چھڑا سکیں ہمارے لئے قطعی طور پر انہیں پورا کر ۔ اور ہمارا انجام بھی اچھا ہو یعنے ایسا نہ ہو کہ قوم دنیوی کامیابیوں کے نشہ سے سرشار ہو کر روحانی خوبیوں اور انجام کار سے غافل ہو جائیں ۔ جیسا کہ کامیاب قوموں کے چال آخر کار ایسی ثابت ہوئی ہے بلکہ ہمارے لئے دین و دنیا دونوں جمع کر ۔ (حضرت مولانا صاحب کے اس استدلال سے کہ دنیا میں نصرتیں اور فتوحات دے ۔ بعد غور ہم یہ نتیجہ نکالتے

ہیں۔ کہ جب خدا کسی چیز یا وعدہ کو کسی کے لئے پورا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے وہ سامان بہم پہونچا دیتا ہے۔ چونکہ دعا بھی منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ہے۔ جو فطرتی جوش کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے ان میں اس قسم کی دعا کی حالت کا طبعًا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے دنیوی فتوحات اور تائیدات ہی مراد تھیں۔ اور اسی لئے ھذہ الدنیا کا لفظ بھی منہ سے نکلا۔ ایڈیٹر) رسول اللہ صلے اللہ سے بھی مکہ میں مدینہ کے ستر آدمیوں نے اس گھاٹی پر مخفی بیعت کی۔ اور آپ نے انہیں مدنی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے منتخب کیا۔ اور خدا نے قوم بنی اسرائیل کے خلاف دنیا اور آخرت کے دونوں قسم کی حسنہ ان کے حق میں پوری کی۔ یہ باتیں اور یہ تشبیہی واقعات غور کے قابل ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کا جواب بہت ہی قابل غور ہے۔ قال عذابی اصیب بہ من اشاء۔ وہ تو کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہم تو صراط مستقیم پر آگئے مگر آیت جتلاتی ہے۔ کہ نہیں یہ قوم اپنے اعمال اور افعال سے اوس حسنہ کی مستحق نہیں اور بیت المقدس کی پاک سرزمین میں داخل ہونے کے . . . . . . قابل نہیں ہے بیشک میری رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن میرا قانون تقاضا کرتا ہے۔ کہ میرے رحیمانہ وعدے متقیوں اور حقوق عباد نگاہ رکھنے والوں کے لئے مکتوب یعنے قطعی ہوتے ہیں۔

میری رحمت جو حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ پر مشتمل ہے وہ متقیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کی کامیابی اور فتوحات بھی ان ہی لوگوں سے خاص کر دی گئی ہیں۔ اور بنی اسرائیل میں متقی نظر نہیں آتے۔ اسی لئے میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ ایک متقی قوم سے مختص کرتا ہوں۔ وہی وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگی جسمیں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں۔ وہ راست باز قوم کون ہے ؟ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا الآیہ یعنے وہ راست باز وہ لوگ ہونگے جو الرسول النبی الامی کے متبع ہونگے جس کی نسبت پیشگوئیاں توریت اور انجیل میں مذکور ہیں۔ حکم کرتا ہے ان کو نیک باتوں کا۔ اور روکتا ہے بری باتوں سے۔ یہ مضمون بہت ہی قابل غور۔ اور وسیع ہے۔ اور یہ خطبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں چند امر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔

ان آیات میں بہت الفاظ قابل غور ہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ الرسول۔ النبی۔ الامی۔ یہ نام ہمارے سید و مقتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہیں۔ اور آپکی دعوت تبلیغی کی تفصیل یہ ہے۔

تحلیل الطیبات و تحریم الخبائث۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور بوجھوں کا اوتار پھینکنا اور طوقوں کا توڑ ڈالنا۔ یہ پانچ کام ہیں جو اس رسول کو پورا کرنے ہیں۔ الامی نام رکھنے سے یہاں یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اوس مغرور قوم کا جو توراۃ کی وارث کہلاتی ہے اور علوم سماوی کا مخزن بنتی ہے صرف ڈھانچا ہی ڈھانچا رہ جائیگا اور معرفت کا نور ان سے چھین لیا جائیگا اور اسکی قائم مقام اور وارث وہ قوم بنے گی جو یہ صفات خمسہ اپنے اندر رکھیگی اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے پڑھ لینے بلمبے کرتے اور دراز دامن چغے پہننے سے دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور خدا کی نظر پڑھ پڑھ کر بڑی بڑی باتیں کرنیوالے پر نہیں پڑتی بلکہ وہ تو دل کی تہ تک پہونچتی اور اسکو ٹٹولتی ہے کہ آیا اوس میں پاکیزگی کا نور ہے یا نہیں۔ وہ ایسی باتیں متکبر بنے ہوؤں اور پندار علم والوں سے دریغ رکھتا ہے اور امیوں اور خالی برتن والوں کو اپنی معارف کا گنجینہ دار بناتا ہے وہ جو بڑی بڑی حدیث دانی اور اسفار خمسہ اور مجامیع و مسانید کے کوٹھی دار ہونے کا دم مارتے ہیں ایک گاؤں کے رہنے والے سادہ اور پاک برگزیدہ کی شناخت سے محروم رکھے جاتے اور بے نفس رسمی علوم سے پاک ان پڑھ اسکی شناخت اس کی محبت اور لوازم محبت سے بہرہ مند ہوتے ہیں سچی پاکیزگی اور حقیقی طہارت گناہوں سے پوری نفرت کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر کا تسلط عرش دل سے اٹھا دیا جائے اور ہر ایک قسم کی ریا اور بدکاری۔ بے ایمانی غوائیہ کے راہوں سے پوری کنارہ کشی ہو۔ یہی حقیقیانہ زندگی ہے۔ جو کسی قوم کو خدا کے وعدوں کا وارث بناتی ہے۔

امی کے لفظ پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے (واللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے) کہ بنی اسرائیل کی وارث ہونیوالی قوم ایک سادہ اور پاک قوم ہوگی تکلف اور تصنع کے راہوں اور رسمی علوم و فنون سے انہیں سروکار نہ ہوگا اور اسلئے رعونتہ اور انانیتہ اور تعلی اور تکبر اونکے پاس نہ آئے گا۔ اور وہ رسول جو اس قوم کو وعدہ کی زمین کا وارث بنانے والا ہے تمام دنیوی تعلیموں سے سادہ آئے گا۔ وہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہوگا۔ نہ اوسنے کسی پر تکلف گدی نشین کے آگے مریدی اور خادمی کے زانو تہ کئے ہونگے اور اوسے زیبا ہوگا اور اوسکا استحقاق ہوگا کہ یہ کہے ؎

چوں حاجتے بود بادیب دیگرم + من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

یہودی رسمی علم کے گھمنڈ سے امی عرب کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اعتقاد کر نہیں سکتے تھے کہ ایسی قوم کبھی خدا تعالےٰ کے فضل کی مورد بن سکتی ہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ نبوت اور ولایت اور امامتہ کے ابدی ٹھیکہ دار وہی ہیں اور شامی یونیورسٹی سے بے سرٹیفکیٹ لئے کوئی ایسے دعاوی کا حقدار نہیں ہو سکتا عجیب بات ہے کہ جیسے وہ احبار الھد اور ابناء اللہ کہلاتے اور اس نارے اپنے تئیں معصوم و محفوظ جانتے تھے لازماً اخلاق میں ایسے گر گئے تھے کہ عربوں سے معاملات میں بے ایمانی اور دغا اور فریب کو ناجائز نہ سمجھتے تھے۔ افسوس ہمارے زمانہ کے مثیل الیہود بہشت کے ٹھیکہ داروں کا بھی یہی رویہ اور چال ہے۔ یہود کو اسی تکبر اور بدمعاملگی نے خدا تعالےٰ کی نظر سے گرا دیا اور آخر اس اینٹ کو جسے مغرور معماروں نے رد کر دیا تھا عظیم الشان عمارۃ کے کونے کا سرا بنایا۔

(امی کا لفظ ام القری کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ صفت نسبتی ہے جسکا اشارہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے چنانچہ یرمیاہ نبی کے ۱۳ باب اور یسعیاہ کے ۴۲ ۵ باب اور گنتی کے ۲۴ باب اور استثنا کے ۱۸ باب میں اسکی طرف خاص اشارات ہیں اسی لئے الامی کا لفظ آیا یعنے وہ امی جسکا ذکر کتب سابقہ میں ہے ایڈیٹر)

سنو! اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایک امام کو پیدا کیا ہے جو اسی الرسول۔ الامی کی چال پر چلا ہے۔ اوسنے بھی ایک جماعت بنائی ہے اوسی طرح جسطرح خدا نے ارادہ کیا۔ مگر نادان مخالف اوس امام کو ایک اردو نویس منشی کہتے اور اسکی جماعت کو اردو خوان لوگوں کی جماعت بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی جماعت کا سید احسن مثلاً (مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ایک اردو خوان منشی ہے اور وہ جونوری کی طرح چکلہ ہے چند نسخہ جاننے والا طبیب ہے اور فلاں مدرسہ کے لوئر کلاس کو اردو پڑھانے والا ہے۔ غرض کہاں تک بیان کروں اسی تحقیر اور ہتک کا اندازہ بھی ہے جو اس مخالف جماعت نے اس امام اور اسکی جماعت کی نسبت اختیار کر رکھی ہے۔ میرا دل اونکے لئے تڑپتا اور میری روح ان کے لئے رقت میں ہے کہ کاش وہ ان آیات کو پڑھتے اور تدبر سے ان میں نظر کرتے۔ اسی قسم کی باتیں ایک قوم کی نسبت آج سے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئیں مگر نظر اٹھا کر تو دیکھو کہ جنکی بابت کہا گیا اونکا کیا حال ہوا۔ اور جنہوں نے کہا وہ کہاں تک پہونچے وہ جو اپنے تئیں معزز و موقر سمجھتے تھے اور بادی النظر میں تھے بھی ایسے

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدا جناب مسیح الزمان سلمہ الرحمان نے شائع کیا تھا اوس میں بالقاء و دب جلیل سید نا میرزا صاحب ایدہ اللہ بروح منہ نے مبایعین کی فہرست اسماء مع حالات ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سید نا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرتے ہیں اور اسکی تکمیل کے طریق کے متعلق خود التماس کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونیکا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالے اس کام کو بذریعہ الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کر کے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر بشدت ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالے کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اسلئے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کر کے ہمارے پاس بھیجدیں تا کہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لئے ہمکو آسانی ہو۔

۱۲ انتظام پر موقوف ہیں مگر آپ سب صاحبوں کے اسماء وغیرہ کو ایک کتاب میں بترتیب ولدیت و ...

نام	ولدیت	سکونت مستقل	سکونت حال	تاریخ بیعت	بعض ضروری کیفیت

ہم عنقریب یہ اشتہار جدا چھپوا کر بکثرت تقسیم کریں گے شروع اپریل سے ہم اس کام کو شروع کریں گے اور ردیف وار یہ کتاب مکمل ہو گی۔ ہم حضرت اقدس کی تبلیغ میں سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جو اس ضرورت کے متعلق حضور نے لکھا ہے + ایڈیٹر

وھو ھذا

اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر مخفی نہ رہے کہ اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ بالفعل رب کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بہت نکما و کمزور کر دیا ہے نجات دیکر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس کی سکونت مستقل و عارضی اور کسقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج یا دیں اور پھر جب وہ اسمائے مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی انکے

اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبایعین یعنے داخلین بیعت میں شایع کیجائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جب تک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہنچ جائے۔ یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راست بازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کاروائی بجز اسکے بآسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بہ تفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تمام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بہ تحریر خاص اپنی پوری پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کیوقت یہ تمام امور درج کرا دیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شایع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا ازانجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دُعاء خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو اُن میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اسکے کس قدر روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خدا داد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اُن پر ظاہر کرے گا کہ خدائے تعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت و جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھکر انکا قدر کرے اُن سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ و بغض اُن سے نہ رکھے +

عـه جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنے حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ اگر تقویٰ اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور ببرکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جزو بنجاوے اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح القدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدائے تعالے کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدائے تعالیٰ کی نظر میں بری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی اتقا جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھدًی للفاسقین یا ھدًی للکٰفرین ابتدائی تقوےٰ جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اسکی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشأناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے + فتفکر منہ